تعزیہ داری کا شرعی حکم

اعالی الافادہ فی تعزیۃ الہند وبیان الشہادۃ

مصنف

شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد مائۃ الحاضرہ، قاطع البدعات الضالہ، حامی اہل السنہ،
شیخ الطریقہ، ماہر الشریعہ، معجزۃ من معجزات النبویہ، جامع الدلائل القاہرہ

الشاہ امام احمد رضا محقق بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ

پیش کردہ: مائے سنی ڈاٹ کام

www.mySunni.com

(+91) 788-76-786-12

مروجہ تعزیہ داری کا حکم

سوال اول :-۱ ۲۴ صفر المظفر ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داریہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب :-

تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضہ پرنور حضور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلواۃ اللہ تعالی وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعا کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر و مکانات وغیر ہا ہر غیر جاندار کی بنانا، رکھنا، سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہوکر عظمت پیدا کریں، ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز۔ جیسے صدہا سال سے طبقۃ فطبقۃ ائمہ دین وعلمائے معتمدین نعلین شریف حضور سید الکونین ﷺ کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں۔ جسے اشتباہ ہو وہ امام علامہ تلمسانی کی "**فتح المتعال**" وغیرہ مطالعہ کرے مگر جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں۔ اول تو نفس تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراش، نئی گڑھت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق، پھر کوچہ بکوچہ، دشت بدشت، اشاعت غم کے لئے ان کا گشت اور ان کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی، کوئی ان تصویروں کی جھک جھک کر سلام کرر ہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدے میں گرا ہے، کوئی ان مایہ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ امام علی جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام سمجھ کر ان ابرق پنی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے، باجے، تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح

www.mySunni.com

طرح کے بیہودہ کھیل، ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کردیا۔ پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا۔ ریا وتفاخر علانیہ ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہو رہی ہے، مگر نام تو ہوگیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔ اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے، باجے، بجتے چلے، طرح طرح کی کھیلوں کی دھوم، بازاری، عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ تو خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جنازے ہیں۔ کچھ نوچ اتار، باقی توڑ تاڑ، دفن کردیئے۔ یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم و وبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان و الثناء کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے۔ **آمین۔**

اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نا مرضیہ کا نام ہے، قطعاً بدعت و ناجائز وحرام ہے۔ ہاں اگر اہل اسلام جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے، تو کس قدر خوب ومحبوب تھا اور اگر نظر شوق ومحبت میں نقل روضۂ انور کی بھی حاجت تھی، تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک وزیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم وتصنع الم ونوحہ زنی و ماتم کنی ودیگر امور شنیعہ و بدعات قطعیہ سے بچتے، اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ:۔

”اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ“

(تہمت کی جگہ سے بچو)

اور وارد ہوا۔

www.mySunni.com

" مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقِفَنَّ مَوَاقِفَ التُّهَمِ ۔"

(جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو)

لہذا روضۂ اقدس حضور سید الشہداء کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے، جس طرح حرمین شریفین سے کعبہ معظّمہ اور روضۂ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا " **دلائل الخیرات شریف** " میں قبور پرنور کے نقشے لکھے ہیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

محفل میلاد میں شہادت نامہ پڑھنا

سوال دوم :- ۲

از:- امروہہ، مرسلہ مولوی سید محمد شاہ صاحب میلا دخواں ۔۲۲ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا ارشاد ہے دین متین کا اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب :-

شہادت نامہ نثر یا نظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں، اکثر روایات باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں۔ ایسے بیان کا پڑھنا سننا شہادت ہو، خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک ہو، خواہ کہیں اور، مطلقاً حرام و ناجائز ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسی خرافات کو متضمن ہو جن سے عوام کے عقائد میں تزلزل واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے۔ ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔ علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی " **صواعق محرقہ** "

www.mySunni.com

میں فرماتے ہیں۔

- **"قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ و غیرہ روایة مقتل الحسین و حکایته الخ"**

پھر فرمایا:-

- **"ما ذکر من حرمة روایة قتل الحسین و ما بعدہ لا ینافی ما ذکرته فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالة الصحابة و براء تھم من کل نقص بخلاف ما یفعله الوعاظ و االجھلة فانھم یاتون بالاخبار الکاذبة و الموضوعة و نحوھا و لا یبینون المحامل و الحق الذی یجب اعتقادہ الخ۔"**

یونہی جب کہ اس سے مقصود غم پروری و تصنع وحزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود، شرع مطہر نے غم میں صبر و تسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے، نہ کہ غم معدوم بہ تکلف وزور لانا، نہ کہ بہ تصنع وزور بنانا، نہ کہ اسے باعث قربت وثواب ٹھہرانا، یہ سب بدعات شنیعۂ روافض ہیں۔ جن سے سنی کو احتراز لازم۔

حاشاللہ......!!! اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پرنور سید عالم ﷺ کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم وضروری ہوتی۔ دیکھو حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ کا ماہ ولادت و ماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے۔ پھر علمائے امت و حامیان سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی و ولادت اقدس بنایا، امام ممدوح کتاب موصوم میں فرماتے ہیں۔

- **"ایاہ ثم ایاہ ان یشغله (ای یوم عاشوراء) ببدع الرافضة و نحوھم من الندب و النیاحة و الحزن اذ لیس ذلک من اخلاق المومنین و الا لکان یوم و فاته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اولی بذلک و احری الخ۔"**

www.mySunni.com

عوام مجلس خواں اگر چہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو اُن کے حال سے آگاہ ہے، خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب یہی بہ تصنع رونا، بہ تکلف رولانا اور اس رونے رولانے سے رنگ جمانا ہے۔ اس کی شناعت میں کیا شبہ ہے۔

ہاں! اگر خاص بہ نیت ذکر شریف حضرات اہل بیت طہارت صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہم وعلیہم وبارک وسلم، ان کے فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ رویات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اس کے ضمن میں ان کے فضل جلیل، صبر جمیل کے اظہار میں ذکر شہادت بھی آجاتا اور غم پروری و ماتم انگیزی کے اندر سے کامل احتراز ہوتا، تو اس میں حرج نہ تھا مگر ہیہات ان کے اطوار، ان کی عادت، اس نیت خیر سے یکسر جدا ہیں۔ ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا، تو کیا ان محبوبان خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی؟ بیشمار مناقب عظیم اللہ عزوجل نے انہیں عطا فرمائے۔ انہیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز ونوحہ نما و معانی حزن انگیز و غم افزا بیان کو وسعتیں دینا، انہیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے۔

غرض عوام کے لئے اس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے۔ پھر مجلس ملائک مآنس میلاد اقدس تو عظیم شادی وخوشی وعید اکبر کی مجلس ہیں، اذکار غم و ماتم اس کے مناسب نہیں۔ فقیر اس ہیں ذکر وفات والا بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لئے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لئے خیر۔ ﷺ اس تحریر کے بعد علامہ محدث سید محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف کی تصریح نظر فقیر سے گزری کہ انہوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائی۔ والحمد للہ رب العالمین۔ آخر کتاب مستطاب ”**مجمع بحار الانوار**“ میں فرماتے ہیں۔

”شہر السرور والبهجة مظهر منبع الانوار و الرحمة شهر ربيع الاول فانه شهر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام فلا نكدره باسم الوفاة فانه يشبه تجديد الماتم و قد نصوا على كراهته كل عام في سيد نا الحسين مع انه ليس له اصل في

www.mySunni.com

امہات البلاد الاسلا میہ و قد تحاشوا عن اسمہ فی اعراس الاولیاء فکیف بہ سید الاصفیاء ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔''

یعنی ماہ مبارک ربیع الاول خوشی وشادمانی کا مہینہ ہے اور سرچشمۂ انوار رحمت ﷺ کا زمانۂ ظہور ہے۔ ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اس میں خوشی ظاہر کریں تو ہم اسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے اور بیشک علماء نے تصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے شرعاً مکروہ ہے اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیاد نہیں۔ اولیائے کرام کی عرسوں میں ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پرنور سید الاصفیاء ﷺ کے معاملہ میں اسے کیوں کر پسند کر سکتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ما الھم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

شہادت نامہ پڑھنے کا حکم

سوال سوم :۔۳

از:۔ ریاست رامپور محلہ میاں گاناں، مرسلہ مولوی محمد یحییٰ صاحب محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت نامہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب :۔

ذکر شہادت شریف جبکہ روایات موضوعہ وکلمات ممنوعہ ونیت نامشروعہ سے خالی ہو، عین سعادت ہے **عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة** اس کی تفصیل جمیل فتاوی فقیر میں ہے اور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام ایک مقدمہ کی تمہید چاہتا ہے۔

فاقول وباللہ التوفیق شئ کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زوائد کہ لوازم یا عوارض ہوتے ہیں۔ احکام شرعیہ شئ پر بحسب وجود ہوتے ہیں۔ مجرد اعتبار

www.mySunni.com

عقلی ناصالح وجود مطمح نظر احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باحث ہے، جو فعلیت میں آنہیں سکتا موضوع سے خارج ہے۔ تغائر اعتبار سے تغائر احکام وہیں ہو سکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقعیہ مفارقہ متعاقبہ ہوں کہ شئ کبھی ایک کے ساتھ پائی جاتی ہے کبھی دوسرے کے، تو ہر دو انحائے وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا جا سکتا ہے اور ایسی ہی جگہ متصور ہے کہ نفس شئ کا حکم ان بعض احکام شئ مع بعض الاعتبار سے جدا ہو، مگر زوائد کہ لوازم الوجود ہوں ان کے حکم سے جدا کوئی حکم حقیقت کے لئے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے۔ جب لوازم میں یہ حال ہے تو ارکان حقیقت کہ سلخ ماہیت میں داخل ہوں ان سے قطع نظر ناممکن پھر ماہیت عرفیہ میں رکنیت تابع عرف ہے اور بعض اجزائے سلخ ماہیت تغیر اعتبار شئ نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے مثلاً نماز عرف شرع میں مجموع ارکان مخصوصہ بہیئات معلومہ کا نام ہے، اب اگر کوئی ان ارکان سے جدا بلکہ تبدیل ہیئات ہی کے ساتھ ایک صورت کا نام نماز رکھے، جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اس میں رکوع پر سجود مقدم، تو یہ حقیقت نماز ہی کی تبدیل ہوگی، نہ کہ حقیقت حاصل اور اعتبار متبدل۔ جب یہ مقدمہ ممہد ہولیا فرق احکام ظاہر ہوگیا۔ شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اس قدر کہ ذکر شہادت شریف حضرات ریحانین رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے آگے پڑھا جائے معاذ اللہ روایات کا موضوع و باطل یا ذکر کا تنقیص شان صحابہ پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے، نہ لازم وجود، ولہذا جو لوگ روایات صحیحہ معتبرہ نظیفہ مطہرہ مثل سر الشہادتین وغیرہ پڑھتے ہیں، اسے بھی قطعاً شہادت ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ وہ امور نامشروعہ کہ عارض ہو گئے۔ ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شئ مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور نہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ جیسے ریشمین کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو معاذ اللہ قبیح نہ کہیں گے بلکہ ان عوارض و زوائد کو تو شہادت ناموں میں ان عوارض کا لحوق بعینہ ایسا ہے جیسے آج کل بعض جہال ہندوستان نے مجلس میلاد مبارک میں روایات موضوعہ وقصص بے سروپا بلکہ کلمات توہین ملائکہ وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء پڑھنا اختیار کیا ہے۔ اس سے حقیقت مجلس متبدل نہ ہوئی، نہ عوارض نے دائرۂ عروض سے

آگے قدم رکھا۔ جو مجالس طیبہ طاہرہ ہوتی ہیں انہیں بھی قطعاً مجالس میلاد مبارک ہی کہا جاتا ہے اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شیٔ ہے جو ان مجالس سے حقیقت جدا گانہ رکھتی ہے۔ بخلاف تعزیہ داری کہ اس کا آغاز اگرچہ یوہیں سنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے از انجا کہ ہر سال حاضر روضۂ مقدسۂ حضور سید الشہداء شہزادۂ گلگوں قبا علی جدہ الکریم وعلیہ الصلاۃ والثناء کو محل امور سلطنت دیکھا۔ بنظر شوق وتبرک تمثال روضۂ مبارک بنوائی اور اس قدر میں کوئی حرج شرعی نہ تھا مگر یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجوداً و عدماً بالکل بے علاقہ ہے۔ اگر کوئی شخص روضۂ انور حضرت سید الشہداء آئینے میں لگا کر رکھے ہرگز نہ اسے تعزیہ کہیں گے نہ اس شخص کو تعزیہ دار حالانکہ اتنا امر قطعاً موجود ہے اور یہ ہر سال نئی نئی تراش وخراش کی کھپچی پنّیاں، کسی میں براق، کسی میں پریاں، جو گلی کوچہ گشت کرائی جاتی ہیں، ہرگز تمثال روضۂ مبارک حضرت سید الشہداء نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک طرح کی، نہ کہ صدہا مختلف، انہیں ضرور تعزیہ اور انکے مرتکب کو تعزیہ دار کہا جاتا ہے۔ تو بداہۃً ظاہر کہ حقیقت تعزیہ داری انہیں امور نامشروعہ کا نام ٹھہرا ہے، نہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی امر جائز ہو اور یہ نامشروعات امور زوائد وعوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں۔ ولہذا فقیر نے اپنے فتاوے میں قدر مباح کو ذکر کرکے کہا کہ

جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکلیہ نیست ونابود کرکے الخ۔

اور آخر میں کہا:-

اب تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے۔

یہ اُسی فرق جلیل ونفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ ممہدہ میں گزرا۔ بالجملہ شہادت نامہ کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح ومحمود ہے اور شنائع زوائد وعوارض اگر ان سے خالی اور نیت نامحمود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت ہی یہ امور ناجائزہ ہیں اس قدر جائز سے جسے کوئی تعلق نہ رہا، نہ اس کے وجود سے موجود ہوتی ہے۔ نہ اس کے عدم سے معدوم، تو یہ فی نفسہ ناجائز وحرام ہے۔ اس کی نظیر امم سابقہ میں آغاز اصنام ہے وَد وسواع و یغوث و یعوق و نسر صالحین تھے۔ ان کے انتقال پر ان کی یادکیلئے ان کی صورتیں تراشیں بعد مرور زمان پچھلی نسلوں نے انہیں کو معبود سمجھ لیا، تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی

انہیں ابتدائی حقیقت پر باقی تھی، یہ شنائع زوائد وعوارض خارجہ تھے ولہذا شرائع الہیہ مطلقاً ان کے ردو انکار پر نازل ہوئیں۔

بخاری وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

''کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما هلکوا اوحی الشیطان الی قومهم ان انصبوا الی مجالسهم التی کانوا یجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا هلک اولئک و نسخ العلم عبدت''

فاکہی عبید اللہ بن عمیر سے راوی :۔

'' قال اول ما حدثت الاصنام علی عهد نوح و کانت الابناء تبر الآباء فمات رجل منهم فجزع علیه ابنه فجعل لا یصبر عنه فاتخذ مثالا علی صورته فکلما اشتاق الیه نظره ثم مات ففعل به کما فعل ثم تتابعوا علی ذلک فمات الآباء فقال الابناء ما اتخذ هذه آباؤنا الا انها کانت الهتهم فعبدوها''

یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کرکے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم عوارض لگاتے اور تعزیہ دار تبدیل حقیقت کو اختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت خطائے فاحش میں پڑ جاتے ہیں۔ وباللہ العصمۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

عشرۂ محرم میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانا

سوال چہارم :۔۴

مسئلہ از:۔ دھام پور ضلع بجنور، مرسلہ حافظ سید بنیاد علی صاحب۔

۸ رمحرم الحرام ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانے

www.mySunni.com

اور لنگر لٹانے کے بارے میں دیو بند کے علماء ممانعت کرتے ہیں و نیز کتب شہادت کو بھی جو امر صحیح ہو عند الشرع ارقام فرمایئے۔ اور مجلس محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سننا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:-

پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبہ وائمہ اطہار مقصود ہو، بلا شبہ بہتر و مستحب و کار ثواب ہے۔

- حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:۔

"اذا كثرت ذنوبك فاسق الماء على الماء تتناثر الذنوب كما يتناثر الورق من الشجر في الريح العاصف."

"جب کہ تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا۔ گناہ جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے۔" (رواہ الخطیب عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔)

اسی طرح کھانا کھلانا لنگر باٹنا بھی مندوب و باعث اجر ہے۔

- حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

"ان الله عزوجل يباهي ملائكته بالذين يطعمون الطعام من عبيده."

"اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں" (رواہ ابو الشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلاً)

مگر لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں، کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں، کچھ زمین پر گرتی ہیں، کچھ پاؤں کے نیچے آتی ہیں، یہ منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی بے تعظیمی ہے۔ بہت علماء نے تو روپوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دلہن دولہا کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا ہے کہ روپے پیسے کو اللہ عزوجل نے خلق کی حاجت روائی کیلئے بنایا ہے، تو اسے پھینکنا نہ چاہیئے۔ پھر روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے۔

● بزازیہ کتاب الکراہیۃ النوع الرابع فی الہدیہ والمیراث میں ہے کہ:۔

”ھل یباح نثر الدراھم قیل لا و قیل لا باس به و علی ھذا الدنانیر و الفلوس و قد یستدل من کرہ بقوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم الدراھم و الدنانیر خاتمان من خواتم اللہ تعالی فمن ذھب بخاتم من خواتم اللہ تعالٰی قضیت حاجته ۔“

● کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات باطلہ پر مشتمل ہیں، یونہیں مرثیے۔ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا گناہ وحرام ہے۔

حدیث میں ہے۔

”نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم عن المراثی ۔“ (رواہ ابوداؤد والحاکم عن عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ تعالٰی عنه)

● ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجۃ الاسلام وغیرہ علمائے کرام منع فرماتے ہیں:۔

کما ذکرہ امام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقه

● ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہل بیت یا صحابی کی توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو، وہاں بین یا نوحہ یا سینہ کوبی یا گریباں دری یا ماتم یا تصنع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں، تو ذکر شریف فضائل ومناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ کا بلاشبہ موجب ثواب ونزول رحمت ہے۔

”عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمة ۔“

ولہذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں:۔

”ما ذکر من حرمة روایة قتل الحسین و ما بعدہ لا ینافی ما ذکرته فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالة الصحابة و براء تھم من کل نقص بخلاف ما یفعله الوعاظ و الجھلة فانھم یاتون بالاخبار الکاذبة الموضوعة و نحوھا و لا یبینون المحامل و الحق الذی یجب اعتقادہ“ واللہ

سبحانہ تعالیٰ اعلم

عشرۂ محرم میں مرثیہ خوانی کی مجلس

سوال پنجم :- ۵

از:- مفتی گنج، ضلع پٹنہ، ڈاکخانہ ایک نگر سرائے ۔مرسلہ محمد نواب صاحب قادری و دیگر سکان مفتی گنج۔ ۲۷ رمضان شریف ۱۳۱۸ھ۔

یہاں عشرۂ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے اور مرثیہ صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں اور سینہ کوبی و بین نہیں ہوتا اور میر مجلس سنی المذہب ہے۔ ایسی مجلس میں شرکت یا اس میں مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے۔بینوا توجروا۔

الجواب :-

جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہو جس میں رویات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مقامات و مدارج بیان کئے جائیں اور ماتم و تجدید غم وغیرہ امور مخالفۂ شرع سے یکسر پاک ہو، فی نفسہ حسن ومحمود ہے۔خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم اگر چہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء ہے۔ عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے۔ ”**نهى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن المراثى**“ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

مختلف رسومات عشرۂ محرم کے متعلق

سوال ششم:-۶

از:- نواب گنج ۲۰ر محرم ۱۳۲۱ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان صورتوں میں کہ:۔

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیہ کا چڑھاہوانہیں کھاتا ہوں حضرت امام حسین کی نیاز کا کھاتا ہوں۔

(۲) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ پر کیا منحصر ہے چڑھونا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں، نیاز کھاتا ہوں۔

(۳) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرۂ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس ۱۰ روز تک تعزیہ کا چڑھا ہوتا ہے۔

(۴) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ بت ہے بسبب لگانے صورت کے۔

(۵) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے کہ جو براق اور حور جنت میں ہیں۔

(۶) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے مسجد میں کیا ہے؟ وہ اینٹ گارا ہی تو ہے، جو وہاں سجدہ کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کاغذ وغیرہ ہیں۔

(۷) ایک شخص کہتا ہے کہ بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں۔ لکھ کر شرع کے سپرد کرو، آپس میں جھگڑا مت کرو۔

(۸) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے۔

(۹) ایک شخص نے کہا جس حالت میں تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیہ کے چڑھونے کو حرام سمجھتا ہوں۔

www.mySunni.com

الجواب:-

(۱) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے۔ واقعی حضرت امام کی نام کی نیاز کھانی چاہیئے اور تعزیہ کا چڑھا ہوا کھانا نہ چاہیئے۔ اگر اس کے قول کا یہ مطلب ہے کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا ہے بلکہ اس نیت سے کھاتا ہے کہ امام کی نیاز ہے تو یہ قول غلط اور بیہودہ ہے۔ تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز نہیں ہو جاتی اور اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں تو اس کے کھانے سے احتراز چاہیئے اور وہ نیت کا تفرقہ اس کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا۔ مفسدہ اس میں یہ ہے کہ اس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے متہم کرنا ہے اور دونوں باتیں شنیع و مذموم ہیں۔ لہذا اس کے کھانے پینے سے احتراز چاہیئے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے۔ اولیائے کرام کی مزارات پر جو شیرنی، کھانا، لوگ بہ نیت تصدیق لیجاتے ہیں اسے بھی بعض لوگ چڑھونا کہتے ہیں اس کے کھانے میں فقیر کو اصلاً حرج نہیں۔

(۳) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیہ کی چڑھاوے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے۔ چڑھونا وہی ہے جو تعزیہ پر یا اس کے پاس لے جا کر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے۔ باقی سب کھانے، شربت وغیرہ کہ عشرۂ محرم میں بہ نیت ایصال ثواب ہوں وہ چڑھونا نہیں ہو سکتے۔

(۴) مجسم تصویر کو بت کہتے ہیں۔ اس معنی پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں بت ہیں اور مجاز اکل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر بت سے مراد معبود مطلق ہو، تو یہ سخت زیادتی ہے۔ انصاف یہ ہے کہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا۔

(۵) اس شخص کا یہ محض افتراء ہے کہ کہاں حور و براق اور کہاں یہ کاغذ پنّی کی مورتیں۔ جس سے کہیں زیادہ خوبصورت کسگروں کے یہاں روز بنتی ہیں اور اگر ہوں بھی تو حور و براق کی تصوریں کب حلال ہیں۔

(۶) یہ شخص صریح گمراہ و بد عقل و بد زبان ہے۔ مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا، نہ اس کی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز و عبادت الٰہی بجالانے کیلئے تمام حقوق عباد سے جدا کر کے اللہ عزوجل کے حکم سے اس کی طرف تقرب کے واسطے خاص ملک الٰہی پر چھوڑی گئی۔ اب وہ شعائر اللہ سے ہوگئی اور شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم ہے۔

قال اللہ تعالیٰ۔

''و من یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب۔''

اس مجموعہ بدعات کو اس سے کیا نسبت مگر جہل مرکب سخت مرض ہے۔ والعیاذ باللہ۔

(۷) اس شخص نے اچھا کیا مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہل شرع سے دریافت کرے۔

قال اللہ تعالیٰ

''فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔''

(۸) اس کے قول کا اگر یہی مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم آپس میں بحث نہ کرو، اہل شرع سے پوچھو، تو اچھا کیا اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعاً اچھی چیز ہے تم شرع نہیں سمجھتے، تو یہ بہت برا کہا اور شرع پر افتراء کیا۔ اور اگر یہ مقصود ہو کہ شرع سے تو مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کہا۔

(۹) اس کا قول حد سے گزرا ہوا ہے۔ تعزیہ کا چڑھاوا کھانا ان وجوہ سے جو ہم نے ذکر کیں مکروہ و ناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے۔

فتاوی عالمگیریہ میں ہے کہ :-

اس بکری کو جو ہندو نے اپنی بت کے نام پر مسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمان نے اللہ عزوجل کی تکبیر کہہ کر ذبح کر دی، تصریح فرمائی کہ حلال ہے۔ **و یکرہ للمسلم** مسلمانوں کیلئے مکروہ ہے۔ جب وہاں صرف کراہت کا حکم تو یہاں تحریم کیوں کر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.mySunni.com

شیعوں کی مجلس مرثیہ خوانی میں جانے کی ممانعت

سوال ہفتم :-۷

مسئلہ از:- اترولی، ضلع علی گڑھ، محلّہ مغلاں، مرسلہ اکرام عظیم صاحب۔

۱۸/ر جمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ھ

مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہل سنت و جماعت کو شریک و شامل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب :-

حرام ہے حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:۔

"من كثر سواد قوم فهو منهم ۔"

وہ بدزبان ناپاک لوگ اکثر تبرّا بک جاتے ہیں، اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سنا گیا ہے کہ سنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کی قلتین کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ وکلمات شنیعہ و اتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سنیں گے، اور منع نہ کرسکیں گے۔ ایسی جگہ جانا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فلا تقعد بد الذكرىٰ مع القوم الظالمين ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.mySunni.com

تعزیہ بنانا، تعزیہ پر نذر و نیاز کرنا اور عرضی تعزیہ پر لٹکانا

سوال ہشتم :- ۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ :-

تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز کرنا، عرائض بامید حاجت براری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا اور موافق شریعت ان امور کو اور جو کچھ اس سے پیدا اور یا متعلق ہوں کتنا گناہ ہے اور زید اگر ان باتوں کو جو فی زمانا متعلق تعزیہ داری و الم داری کے ہیں، موافق مذہب اہل سنت کے تصور کرے، تو وہ کس قسم کے گناہ کا مرتکب ہوا اور اس پر شرع کی تعزیر کیا لازم آتی ہے اور ان امور کے ارتکاب سے وہ شرک خفی یا جلی میں مبتلا ہے یا نہیں؟ اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں؟ درصورتیکہ وہ امور متذکرۂ بالا کو داخل عقیدت اہل سنت و الجماعت بنظر ثواب عمل میں لاتا ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب :-

افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیئہ و ممنوع و ناجائز ہیں۔ انہیں داخل ثواب جاننا اور موافق شریعت و مطابق مذہب اہل سنت ماننا اس سے سخت تر و خطائے عقیدہ و جہل اشد ہے۔ شرعی تعزیر حکم شرع سلطان کی رائے پر مفوض ہے باایں ہمہ وہ شرک و کفر ہرگز نہیں، نہ اس بناء پر عورت نکاح سے باہر ہو، عرائض بامید حاجت براری لٹکانا محض بہ نیت توسل ہے، جو اس کا جہل ہے کہ امور ممنوعہ لائق توسل نہیں ہوتے، باقی حاجت روا بالذات کوئی کلمہ گو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ کو بھی نہیں جانتا کہ معاذ اللہ شرک ہو، یہ وہابیہ کا جہل و ضلال ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط۔

تمت بالخیر

www.mySunni.com

یہ کتاب یا ہمارا میسج اپنے تمام دوستوں کو شیئر کیجیے تاکہ ان کی دینی معلومات میں اضافہ ہو اور جتنے لوگ اِسے پڑھیں، اُن سب کے برابر آپ کو بھی ثواب ملتا رہے۔

---- ---- ---- ---- ---- ----

اگر آپ بھی اپنا مضمون یا کتاب ہمارے ساتھ مل کر اِسی طرح شائع کروانا چاہتے ہیں اور ملک بھر میں عام کروانا چاہتے ہیں تو نیچے دیے ہوئے کیو آر کوڈ (QR-Code) کو اسکین کیجیے اور جو لِنک آئے اُس کو Open کیجیے۔

خیال رہے کہ صرف علمائے کرام کے تحریر کردہ معیاری مضامین ہی قبول کیے جائیں گے جو مسلکِ اعلیٰ حضرت کے دائرے میں لکھے گئے ہوں۔

---- ---- ---- ---- ---- ----

www.mySunni.com

(+91) 788-76-786-12